

رسائل و مسائل

تفہیم القرآن میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کا ترجمہ

سوال :- تفہیم القرآن میں آپ نے الحمد للہ کا ترجمہ "تعریف اللہ کے لیے ہے" کیا ہے۔ حالانکہ مترجمین سلف و خلف نے اس کا ترجمہ "تمام خوبیاں اللہ کے لیے"، "ساری خوبیاں اللہ کے لیے"، "سب تعریف اللہ کے لیے ہے" کیا ہے۔ تفہیم القرآن کا ترجمہ کچھ نامکمل، یا ناقص سمجھوس ہوتا ہے۔

جواب :- اُردو زبان میں "اللہ کے لیے تعریف ہے" اور "تعریف اللہ کے لیے ہے" کے درمیان معنی کے اعتبار سے بہت بڑا فرق ہے۔ اللہ کے لیے تعریف ہے کے معنی صرف یہ ہوں گے کہ جس طرح دوسروں کے لیے تعریف ہو سکتی ہے اسی طرح اللہ کے لیے بھی ہے۔ لیکن جب "تعریف اللہ کے لیے ہے" کہا جائے گا تو مطلب یہ ہوگا کہ تعریف جس چیز کا نام ہے وہ اپنے تمام مفہومات کے ساتھ اللہ ہی کے لیے مخصوص ہے، کسی دوسرے کو یہ تعریف نہیں پہنچتی۔ میں نے اس ترجمے میں بعینہ اس مضمون کو ادا کرنے کی کوشش کی ہے جو الحمد للہ کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ اس انداز بیان کو اختیار کرنے سے وہ معنی زیادہ اچھی طرح ادا ہو جاتے ہیں جو دوسرے مترجمین نے "تمام خوبیاں اللہ کے لیے ہیں"، "یا ساری خوبیاں اللہ کے لیے ہیں"، "یا سب تعریف اللہ کے لیے ہے"، اور ایسے ہی دوسرے الفاظ سے ادا کرنے چاہے ہیں۔

نماز میں درود

سوال :- "آپ نے" خطبات "میں نماز کی تشریح کرتے ہوئے جو درود درج کیا ہے اس میں سَبِّحْنَا وَ مَوْلَانَا کے الفاظ مسنون و ماثور درود سے زائد ہیں۔ احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو درود منقول ہوا ہے اس میں یہ الفاظ نہیں پائے جاتے۔ ایک عالم دین نے اس پر

لازم ہی نہیں ہے۔ ابو داؤد، مسند احمد، ترمذی اور دارقطنی میں حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت ہے کہ حضورؐ نے عبدہؓ ورسولہؓ تک تشہد کی تعلیم دینے کے بعد فرمایا اِذَا قُلْتَ هَذَا (اَوْ قَضَيْتَ هَذَا) فَقَدْ قَضَيْتَ صَلَاتَكَ، اِنْ شِئْتَ اَنْ تَقُومَ فَقَدْ اَنْ شِئْتَ اَنْ تَقْعُدَ فَاَقْعُدْ۔ ”جب تم نے یہ پڑھ لیا (یا اس کو پورا کر لیا) تو تم اپنی نماز سے فارغ ہو گئے۔ اس کے بعد اٹھ جانا چاہو تو اٹھ جاؤ، اور بیٹھنا چاہو تو بیٹھ رہو۔“ یہ ارشاد اس باب میں بالکل صریح ہے کہ عبدہؓ ورسولہؓ پر نماز مکمل ہو جاتی ہے، اس کے بعد آدمی کچھ نہ پڑھے تب بھی اس کی نماز میں کوئی نقص واقع نہیں ہوتا، اور درود و دعا تشہد میں داخل نہیں ہے بلکہ اس سے زائد ایک چیز ہے۔

اس زائد چیز کا پڑھنا یقیناً مستحب ہے، لیکن اس کے لیے شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوئی عبارت مخصوص نہیں کی ہے جس کے الفاظ مقرر ہوں اور ان میں کوئی کمی بیشی جائز نہ ہو۔ بخاری و مسلم اور مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن مسعود کی جو روایت منقول ہوئی ہے اس میں تشہد کی عبارت بیان کرنے کے بعد وہ حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ ثُمَّ يَتَخَيَّرُ مِنَ الْمَسْأَلَةِ مَا شَاءَ۔ ”پھر آدمی جو دعا چاہے مانگے۔“ مسند احمد اور نسائی کی ایک روایت میں حضورؐ کے الفاظ یہ ہیں کہ ثُمَّ لِيَتَخَيَّرَ أَحَدُكُمْ مِنَ الدُّعَاءِ عَجَبَهُ إِلَيْهِ فَلْيَدْعُ بِهِ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ۔ ”پھر تم میں سے ایک شخص کوئی دعا انتخاب کر لے جو اُسے سب سے زیادہ پسند ہو، اور وہی اپنے رب عزیز و جلیل سے مانگ لے۔“ اسی سے ملتے جلتے الفاظ بخاری و ابو داؤد کی روایات میں آئے ہیں۔ ان ارشادات سے یہ بات صاف ظاہر ہو رہی ہے کہ حضورؐ یہ تو پسند فرماتے ہیں کہ تشہد کے بعد آدمی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے (جس میں درود شامل ہے کیونکہ وہ بھی ایک دعا ہی ہے)، لیکن اس کے الفاظ کا انتخاب خود دعا مانگنے والے پر چھوڑ دیتے ہیں۔

اب درود شریف کے مسئلے کو لیجیے۔ محترم کا کہنا یہ ہے کہ حضورؐ سے اُس کے جو الفاظ ماثور ہیں ان میں کوئی کمی بیشی کرنا مکروہ ہے۔ لیکن کیا واقعی فقہاء کے درمیان یہ مسئلہ متفق علیہ ہے؟

امام ابو بکر بن مسعود کا شانی، جن کی کتاب بَدَائِعُ الصَّنَائِعِ فقہ حنفی کی معتبر ترین کتابوں میں شمار ہوتی ہے، اس مسئلے پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں وَلَا يَكْرَهُ اَنْ يَقُولَ فِيهَا وَارْحَمَ مُحَمَّدًا عِنْدَ عَامَةِ الْمَشَائِخِ، وَبَعْضُهُمْ كَسَ هُوَ اَذَلِكَ..... وَالصَّحِيحُ اَنْ يَكْرَهُ۔ ”اور درود میں دَا اَرْحَمَ مُحَمَّدًا کہنا اکثر اکابر علماء کے نزدیک مکروہ نہیں ہے اور بعض اسے مکروہ کہتے ہیں۔ مگر صحیح یہ ہے کہ وہ مکروہ نہیں۔“

درود میں سیدنا کا لفظ بڑھانے کے متعلق مشہور شافعی فقیہ شمس الدین الزیلعی، جو چھوٹے شافعی کہلاتے تھے، اپنی کتاب نہایت المحتاج الی شرح المنہاج میں لکھتے ہیں والافضل الایتان بلفظ السیادة..... لان فیہ الایتان بما أمرنا به و زیادة الاخبار بالواقع الذی هو ادب، فهو افضل من ترکہ۔ ”اور افضل یہ ہے کہ (درود میں) لفظ سیادت لایا جائے..... کیونکہ یہ ایسی چیز کا لانا ہے جس کے لیے ہم مامور ہیں اور اس میں اس امر واقعی کا مزید بیان ہے جو ادب ہے، لہذا اس کو چھوڑنے سے اس کا ادا کرنا افضل ہے۔“ صرف درود ہی نہیں، تشہد تک میں شوافع نے لفظ سیدنا کے اضافے کو نہ صرف جائز رکھا ہے بلکہ اسی پر ان کا عمل بھی ہے۔ چنانچہ الفقہ علی المذاہب الاربعہ میں شافعی مذہب کا جو تشہد درج کیا گیا ہے وہ ان الفاظ پر ختم ہوتا ہے وَأَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا رَسُولَ اللَّهِ، حالانکہ ابن عباس کے جس تشہد کو امام شافعی نے اختیار کیا ہے اس میں لفظ سیدنا نہیں پایا جاتا۔

علامہ ابن عابدین شامی کی کتاب رد المتعارفہ حنفی کی مستند کتابوں میں سے ہے۔ اس میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے رحمت کی دعا کے بارے میں لکھتے ہیں کہ بعض علما نے اللہم ارحم محمدًا کہتے کو ناجائز کہا ہے، اور بعض نے اسے جائز قرار دیا ہے، اور اسی دوسرے قول کو امام سرخسی نے ترجیح دی ہے۔ پھر درود میں لفظ سیدنا کے استعمال پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ ہمارے (یعنی حنفیہ کے) مسلک کے خلاف ہے اور اس کی دلیلیں یہ دی جاتی ہیں کہ امام ابو حنیفہ نے تشہد میں کمی بیشی کو مکروہ قرار دیا ہے۔ لیکن یہ اعتراض کمزور ہے، کیونکہ درود تشہد پر زائد ایک چیز ہے، اس میں شامل نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص تشہد میں اشہد ان سیدنا محمدًا عبدہ ورسولہ کہے تو یہ ضرور مکروہ ہے، لیکن تشہد کے بعد جو درود پڑھا جاتا ہے اس میں یہ لفظ بڑھایا جاسکتا ہے۔

اس بحث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ نماز میں جو درود پڑھا جاتا ہے اس کا درود کے ماثور الفاظ ہی میں پڑھا جانا لازم نہیں ہے، اور ان ماثور الفاظ میں کمی بیشی کی جاسکتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر درود میں اللہم ارحم محمدًا، اور اللہم صل علی سیدنا محمد کہنا مکروہ نہیں ہے تو سیدنا کے ساتھ مولانا کہہ دینے میں کراہت کی کیا معقول وجہ ہو سکتی ہے؟